سلیمان بن موسیٰ الکلاعی بطور سیرت نگار (تعارف، تحقیق و تجزیہ)

ڈاکٹر محمد ادریس لودھی☆

Abstract:

"The Reign of Muslim Spain (Undlus) has been remained the centre of knowledge, art, culture and civilization for the Spain of eight hundred years. The Muslims initiated and established new trends in the areas of political leadership. In this connection, the master piece and splendid work was done in Seerah writings. Among all such marvelous writings, the book ***Al-Iktafa Fe Maghazi Al Mustafa wa Al Salasah tul Khulfa by Abu Rabi Suleman Bin Musa Al Kulai (565-634 AH)*** is acknowledged as one of the significant and worth mentioning piece of writing in Seerah. This article aims to throw light on introduction of the book in concise and precise manner as well as the scholarly contributions of the author has been discussed in detailed. This book is hailed as the milestone due to its religious, historical and sound research oriented foundations. It provides guidance to the scholars of Islamic studies and Seerah writing."

ابوالربیع سلیمان بن موسیٰ بن سالم بن حسان الحمیر ی الکلاعی البلنسی اندلس کے عظیم سیرت نگار تھے ان کے دور میں سیرۃ نگاری کی روایت اپنے فطری اور ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے نہایت مستحکم اور متنوع ہو چکی تھی۔ اس ضمن میں کتاب الاکتفافی مغازی المصطفیٰ اس دور کی عمدہ و نمائندہ کتاب ہے، کا تحقیقی تعارف و تجزیہ درج ذیل ہے۔

مؤلف کے مختصر احوال و آثار اور حصولِ علم

ابوالربیع سلمان بن موسیٰ بن سالم بن حسان بن سلمان بن احمد بن عبدالسلام الحمیری الکلاعی

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اسلامیات، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

الاندلسی البلسی بدیہ العارفین نے سالم بن ابراہیم الغرناطی المالکی لکھا۔[۱] آپ کی علمی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ قدرتِ حق نے آپ کو صرف علوم وفنون کی تدوین وحفاظت اور اس کی تحصیل و تدریس کے لیے ہی پیدا کیا تھا۔آپ نے اپنے زمانہ کے عظیم اساتذہ سے کسب علم کیا۔ذھبی کے بقول ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

ابوالعطا بن نزیر ابوالحجاج بن ایوب، ان سے حدیث کا سماع کیا۔ان کا تعلق شہر بلنسیہ سے تھا پھر مزید علمی پیاس بجھانے کے لیے آپ مختلف شہروں میں گئے۔ابوالقاسم بن الحبیش ابوبکر بن جد ابو عبداللہ بن زرقون ابوعبداللہ بن فخار ابومحمد بن فرس ابوعبداللہ بن عروس ابومحمد بن جمہور نجبہ بن یحیٰی اور دوسرے بہت سے علماء سے کسب کمال کیا۔ابوالعباس بن مضا (صاحب کتاب الاحکام) اور محمد عبدالحق ازدی اور دیگر نے آپ کو اجازت نامے مرحمت فرمائے۔[۲] محقق مصطفیٰ عبدالواحد نے الاکتفا کے مقدمہ میں اس کے شیوخ کی فہرست میں ابوعبداللہ بن نوح ابوالخطاب بن واجب کے اسماء گرامی بھی لکھے ہیں۔[۳]

اس طرح کسبِ علم کے ساتھ آپ کو تبلیغ واشاعت علم سے متعلق بھی قدرت نے خاص ملکہ عطا فرمایا تھا آپ کے تلامذہ قاضی تونس ابوالعباس احمد بن غماز اور ایک بڑی جماعت نے آپ سے حدیث کی سماعت کی اسی طرح سن شعور میں پہنچنے کے بعد بلنیہ مرسیہ اشبیلہ غرناطہ شاطبہ مالقہ مبۃ اور دانیہ میں حدیث پاک کا سماع کیا آپ کا وسیع وعریض کتب خانہ گہرے علم کثرت حفظ اور علوم وفنون سے آپ کی انتہائی دلچسپی کا ثبوت ہے۔[۴]

آپ نے شہر مرسیہ سے نو میل دور مقام انیشہ میں دشمن سے لڑتے ہوئے سینے پر زخم کھا کر ۲۰ ذی الحجہ ۶۳۴ھ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔[۵] زرکلی کے مطابق شہادت کے وقت پرچم اسلام آپ کے ہاتھ میں تھا۔[۶]

ذوق تصنیف وتحقیق اور تالیفات

آپ کی علمی بصیرت وسعت مطالعہ ذوق کتب بینی جیسے لوازمات سے آپ نے علم وتحقیق کی نئی جہات کو اجاگر کیا علوم اسلامی پر آپ کی مہارت، ادبی وتخلیقی مزاج اور اندلس کے مثالی علمی ماحول کی بدولت کار تالیف وتصنیف پر زندگی بھر عمل پیرا رہے آپ کی کتب ہی آپ کے رسوخ علم کا ثبوت فراہم کرتی ہیں بعض تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ الاکتفافی مغازی رسول اللہ ﷺ والخلفا الثلاثۃ (۴ جلد میں)
۴۔ کتاب فی اخبار البخاری وسیرتہ مقری نے اس کا نام الاعلام باخبار الامام لکھا ہے۔
۵۔ کتاب الاربعین[۷]
۶۔ دیوان الرسائل حدیث

۷۔ دیوان الشعر

۸۔ المسلسلات والانشادات

۹۔ نکتہ الامثال ونفثۃ السحر الحلال (۸) ابوعبید کی کتاب امثال العرب کا حاشیہ ہے۔

۱۲۔ جنی الرطب فی سنی الخطب جمعہ وعیدین کے ۳۰ خطبات ہیں۔

۱۳۔ جھد النصیح فی معارضۃ المعری فی خطبۃ الفصیح

۱۴۔ مفاوضۃ القلب العلیل ومنابذۃ الامل الطّویل (۹)

ہدیۃ العارفین میں اس کتاب کا نام فی منابذۃ الامل ہے۔ (۱۰)

علماء کا خراجِ عقیدت

امام ابوالربیع سلیمان بن موسیٰ الکلاعی جیسی علمی شخصیت کو بجا طور پر اندلس کے سیرتی ادب کا اعلیٰ روایت کا امین ومحافظ قرار دیا جاسکتا ہے حدیث، سیرت، اخبار عرب، علل وطرق جیسے علوم میں آپ کی مہارت اور دسترس تذکرہ نگاروں اور مورخین کے ہاں ایک مسلمہ حقیقت ہے آپ روایتِ کتابت کا خصوصی خیال رکھتے تھے کتابت کے ماہر تھے عربی ادب سے گہرا شغف تھا زندگی بھر درس وتدریس میں مشغول رہے لوگ دور دراز کا سفر طے کرتے ہوئے آپ کے پاس حصولِ علم کے لیے حاضر ہوتے تھے علوم وفنون کے مختلف شعبوں میں نیک نامی کمائی آپ کی ذات اندلس کی علمی وثقافتی روایات کی مکرم ومعزز ہستی تصور کی جاتی ہے۔ مختلف اربابِ علم وفضل نے آپ کی اعلیٰ علمی صلاحیتوں کا اعتراف کیا اور آپ کو خراجِ عقیدت پیش کیا جن کا حوالہ درج ذیل ہے۔

ابن فرحون (م۷۹۹ھ) نے انہیں آیت اسلاف و بقیۃ الاسلاف من اھل العلم ماھر طرق حدیث حافظ الحدیث اور بہترین ناقد لکھا ہے اور آپ کو ادیب کا تب خطیب اور احکام مع الاسناد منضبط کرنے کا ماہر قرار دیا اور لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عدل وجلالت کی شان بھی عطا کی تھی۔ (۱۱)

ابوالعباس الغریبی نے اپنی کتاب عنوان الدرایہ میں آپ کو فقیہ ادیب محدث پختہ علوم اوفنون کی ماہر شخصیت کے نام سے یاد کیا ہے معرفت رجال حفظ اسناد اور کامل الضبط ہونے میں شہرت ومقبولیت رکھتے تھے معاصر علما میں آپ سب پر سبقت رکھتے تھے۔ نقد وتبصرہ کے بھی خوب ماہر تھے۔ آپ کے بہترین علمی ذوق کو اندلس کے ماحول ادب وتحقیق نے مزید بڑھا دیا اس طرح آپ کی شخصیت ایک جامع العلوم کا درجہ اختیار کر گئی تھی۔ (۱۲)

محمد شاکر الکتبی نے اپنی کتاب فوات الوفیات (م۷۶۴) میں روایت وعلم کے ضبط وتحمل پر آپ کی تحسین کی آپ کو امام حافظ اور عارف بالجرح والتعدیل کے القاب سے متعارف کرایا۔ علما کے

موالید و وفیات آپ کو از بر تھیں قدرت نے آپ کو بہترین فنِ کتابت بھی عطا کیا تھا۔ اتقان وضبط میں بے مثال تھے اور ادب و بلاغت میں بڑا شہرہ تھا۔ مجالس میں آپ بادشاہوں سے گفتگو کرتے محافل کی زینت و رونق بنتے اور تصانیف مفیدہ کے مالک تھے۔(۱۳)

عبدالملک المراکشی نے الذیل والتکملہ میں آپ کی جلالتِ علم کے پیش نظر آپ کو خطیب بہترین شاعر کاتب اور حدیث وسیر کہا اور لکھا کہ ادب میں آپ مکمل رسوخ رکھتے تھے۔(۱۴) اس طرح امام جلال الدین سیوطی نے آپ کو محدث اندلس امام حافظ اور صاحب تقویٰ کے نام سے ذکر کیا۔(۱۵)

ابن الحماد حنبلی کے بقول: ابن الحماد حنبلی نے آپ کو الحافظ الکبیر الثقہ صاحب التصانیف قرار دیا۔ ادب و بلاغت اور پختگی علم میں آپ کا کوئی ہم نظیر نہ تھا۔(۱۶) آپ انشاء نگاری میں منفرد و یکتا تھے اور کچھ عرصہ قاضی بھی رہے۔(۱۷) کحالہ نے آپ کا ذکر مورخ، ادیب اور خطیب جیسے القاب سے کیا ہے۔(۱۸)

امام ذھبی نے آپ کو حافظ حدیث باکمال عالم اور فصیح و بلیغ محدث قرار دیا۔ آپ کو روایت حدیث اور آموختہ کا علم رکھنے کا بے حد شوق تھا۔ حدیث کے باکمال حافظ اور صاحب بصیرت امام تھے۔ جرح وتعدیل کے ماہر اور روات کی پیدائش و وفات کو خوب جانتے تھے۔ فن رجال میں اپنے اہل زمانہ پر فوقیت رکھتے تھے۔۔۔ آپ نے علم کا بے انداز ذخیرہ سپرد قلم فرمایا۔ آپ کا خط شگفتہ اور دلکش تھا۔ فن ادب میں متجر علم بلاغت میں مشہور اور تحریر و رسائل میں منفرد تھے۔ شعر بہت اچھے کہتے تھے۔ سیاق وسباق کے لحاظ سے آپ کا کلام انتہائی مربوط اور دلاویز ہوتا تھا۔ بہترین اور قیمتی لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔۔۔ میں نے شرافت ریاست فضیلت جلالتِ قدر میں آپ جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔۔۔ آپ مجموعہ فضائل تھے۔۔۔ آپ کی ذات پر حفاظ حدیث کا خاتمہ ہوگیا۔(۱۹)

ابوالحسن بن عبداللہ بعد از ۷۹۳ھ نے آپ کو اپنی کتاب تاریخ قضاۃ الاندلس میں شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ لکھا ہے کہ آپ کو قدرت نے صوری و اخلاقی ہر لحاظ سے عمدہ بنایا۔ فقراء اور طلبہ پر بے حد مہربان تھے۔ صاحبِ تکملہ کے حوالے سے نباھی نے آپ کے اتقان ضبط ادب و بلاغت فصاحت وخطابت کی تعریف کی ہے اور آپ کو صاحبِ تصانیف کثیرہ ومفیدہ کے نام سے یاد کیا ہے۔(۲۰)

مقری نے نفح الطیب میں آپ کی خطابت تنقیدی مہارت ادبی صلاحیت احکام مع الاسناد رقم کرنے پر آپ کی توصیف وتعریف بیان کی ہے۔(۲۱)

اس طرح صاحب تکملہ نے آپ کے علمی کمالات شخصی وجاہت اور عمدہ منطق کی تعریف کی ہے۔(۲۲)

مصطفیٰ عبدالواحد کی تحقیق سے کتاب الاکتفا شائع ہوئی۔ موصوف نے مقدمہ میں الکلاعی کی شخصیت علمی مقام و مرتبہ اور اسلوب نگارش کو بیان کیا ہے۔ انہوں نے الکلاعی کو اپنے زمانے کی ایک منفرد و یکتا علمی شخصیت قرار دیا اور حافظ محدث ادیب شاعر اور مجاہد کے نام سے یاد کیا۔ وہ لسان وقلم کے ساتھ

ساتھ تلوار سے بھی جہاد کرتے تھے۔ واقعاتِ سیرت میں انہوں نے اپنی رائے صرف رفع اختلاف کے لیے دی ہے۔(۲۳) اسی طرح شبلی نے الاکتفا کو ایک کثیر الحوالہ کتاب کہا۔(۲۴)

اربابِ علم وفضل کی اس متفقہ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حصول واشاعتِ علم ہی الکلاعی کا اصل سرمایہ حیات تھا رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کی تبلیغ واشاعت ان کا مشن تھا، وہ اس سلسلہ میں کسی کمزوری اور مداہنت کو روا نہ رکھتے تھے۔ آپ کی کتاب الاکتفا آپ کی علمی بصیرت کی عکاس ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فاضل مولف کے نزدیک آنحضور ﷺ کی ذاتِ اقدس عقیدت ومحبت کا مرکز اور ایمان و یقین کا منبع اور سرچشمہ ہے۔

تعارفِ کتاب (تحقیقی تجزیہ)

مورخین اور تذکرہ نگاروں نے اس کتاب کے مختلف نام لکھے ہیں۔ کتاب الاکتفانی مغازی رسول ﷺ ومغازی الثلاثۃ الخلفاء، الاکتفانی مغازی المصطفیٰ والثلاثۃ الخلفاء، تاب الاکتفا بما تضمنہ من مغازی الرسول ﷺ ومغازی الثلاثۃ الخلفا (چار جلدیں)، الاکتفانی سیرۃ المصطفیٰ ﷺ ومن بعد الثلاثۃ الخلفاء،(۲۵) اس کتاب کا پہلا حصہ چھپ چکا ہے بقیہ مخطوط ہے۔(۲۶)

ڈاکٹر نثار احمد کے مطابق یہ کتاب تصحیح وحواشی Henri Masse (استاذ الکلیہ الجزائریہ، الجزائر ۱۹۳۱ میں پیرس سے شائع ہوئی۔(۲۷) قاضی حافظ سلیمان بن موسیٰ الکلاعی (م ۶۳۴ھ) کی الاکتفانی مغازی المصطفیٰ والثلاثۃ الخلفاء اس کی نمائندہ مثال ہے۔ عالمی کتب خانوں میں اس کے بہت سے مخطوطات ہیں اور وہ قاہرہ سے ۱۹۹۲ء میں چھپ بھی چکی ہے۔(۲۸)

مقاصدِ تصنیف

مقدمہ میں مولف مکرم نے تالیفِ ھٰذا کے چند مقاصد بیان کئے جو مختصراً درج ذیل ہیں۔

۱۔ اخبار رسول (سیرت النبی ﷺ) کی بھرپور اشاعت کرنا۔
۲۔ آپ کا پاکیزہ نسب، جائے ولادت، آپ کی صفات حسنہ، بعثت، آپ کے خصائص کبریٰ، معجزات نبوی اور مغازی رسول جیسے امور کو ترتیب وتحقیق سے تحریر کرنا۔
۳۔ اتصالِ سند کے ساتھ واقعات اہم اور مشہور واقعات سیرت کو اختصار وجامعیت سے بیان کرنا۔
۴۔ لوگوں کے نفع رسانی اور ہدایت وراہنمائی کے لیے انہیں سیرت الرسول کے مطالعہ کی طرف راغب کرنا۔
۵۔ سیرت النبی ﷺ کی نشر واشاعت پر اللہ تعالیٰ سے اجر کی اُمید رکھنا۔(۲۹)

مخطوط کی سند

محقق مصطفیٰ عبدالواحد نے الاکتفا کے چار مخطوط کا باہم تقابل وموازنہ کرنے کے بعد اسے

شائع کیا۔

۱۔ مخطوط دار الکتب مصر نمبر ۴۷ ۲۰صفحات ۲۲۴ سنِ کتابت ۸۶۲ھ

۲۔ مکتبہ تیموراپہ مصر جلد واحد نمبر ۱۵۵۷ صفحات ۳۸۰ سن کتابت ۱۰۸۹

۳۔ دار الکتب مصر میں موجود دوسرا مخطوط نمبر ۲۶۵۳ کل صفحات ۳۰۸ سن کتابت ۱۱۷۱ھ

۴۔ دار الکتب مصر میں موجود مخطوط نمبر ۵۰۳۶

اپنے اسلوب اور موضوع کے لحاظ سے الاکتفا ایک منفرد کتاب ہے۔ نقل سیرت ومغازی میں الکلاعی ایک جدید اندازِ تحریر کے بانی قرار پاتے ہیں۔ مقدمہ میں ہی محقق مصطفیٰ عبدالواحد نے اُمید ظاہر کی ہے کہ اس کتاب کے بقیہ اجزاء آئندہ کسی اور تحقیق سے شائع ہوں گے۔[۳۰]

کتاب کے ماخذ اور فنی خصائص

الاکتفا لکھتے وقت الکلاعی کے پیش نظر کتاب المغازی از موسیٰ بن عقبہ (م ۱۴۱ھ) کتاب المبعث از واقدی (م ۲۰۷ھ) المعروف کتاب المغازی الانساب قریش از زبیر بن ابی بکر (م ۱۵۶ھ) سیرت ابن ہشام (م ۲۱۸ھ) جیسی کتب مولف کے پیش نظر تھیں واقدی کی کتاب الکلاعی کو مستحضر تھی۔[۳۱] اوراقِ کتاب جابجا واقعات سیرت کے جواہر پاروں سے مزین و آراستہ ہونے کے ساتھ دنیائے تحقیق میں بھی اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں واقعات نگاری کو تحقیق وتنقید کی کسوٹی پر رکھا گیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں اہتمام اسناد کے ساتھ ساتھ رواۃ کی جرح وتعدیل کے اصولوں کو بھی مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ اس امر کا پابند کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملنے والی کسی شئے کو ہم ہرگز نہ چھوڑیں اور آپ کی طرف سے ہونے والی ممانعت کے قریب نہ جائیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"مااتکم الرسول فخذوہ ومانھکُمْ عنہ فانتھوا"[۳۲]

(جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دے اسے لے لو جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔)

چنانچہ صرف یہی ایک آیت بھی سیرت نگاری میں اعلیٰ درجہ کے حزم واحتیاط کی وجوبیت کے لیے کافی ہے اور اس کتاب میں بجا طور پر حزم واحتیاط کے تقاضوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ جملے برمحل معلومات مفید واقعات کی جامعیت اختصار اور ابواب کی منطقی ترتیب اشعار کا ہر موقعہ استعمال اور دلائل صحیحہ سے آراستہ پوری کتاب ان فطری اور بنیادی عناصر سے ایک زنجیر کی طرح مربوط مستحکم نظر آتی ہے۔

منفرد علمی اسلوب

کتاب اگرچہ مختصر ہے اور اس کی ایک جلد تک رسائی حاصل ہو سکی ہے۔ تاہم پھر بھی اس کا علمی اسلوب اور اس کی شانِ اختصار و جامعیت جیسے بڑے اوصاف اس کی ضخامت کی کمی کی تلافی کر دیتے ہیں۔ یہ کتاب مصنف کے وسیع مطالعہ کا نچوڑ موضوع پر ان کی مہارت اور ان کے فکر ونظر کی پختگی کی

شان لیے اپنے قاری کو مسحور و متاثر کرتی ہے۔ مصنف کا محتاط قلم افراط وتفریط سے پاک اور توازن و اعتدال کا ایک اعلیٰ نمونہ پیش کرتا ہے۔ ان کا اسلوب موضوع کی نزاکت وافادیت کو ظاہر کرتا ہے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا موضوع ایک ایسا علمی سفر ہے کہ جس کے مسافر کو تمام تر احتیاط کے ساتھ اشاعت علم کی تاکید اور کتمانِ علم کی مذمت کے مابین توازن قائم رکھنا ہوتا ہے وہ ''من کذب علی متعمداً''[۳۳] کی وعید اور بلغوا عنی ولو ایۃ[۳۴] کی تاکید سے پوری طرح آگاہ ہوتا ہے۔

وہ **فمن اظلم ممن کذب بالحق اذجاءہ**[۳۵] کی ترہیب اور **نضر اللہ عبدسمع مقالتی فحفظها ووعاها**[۳۶] کی نوید کا بیک وقت مخاطب ہوتا ہے۔ وہ ابلاغ حق کے لازمی فریضہ کی نزاکت سے بھی آگاہ ہوتا ہے وہ تائید ونصرتِ الٰہی کے بغیر اس وادی سے سلامت روی سے نہیں گزرسکتا یہ امر مصنف محترم کے لیے باعث اعزاز ہے کہ وہ اپنے موضوع کو کامیابی سے نبھاتا ہے اور اہم واقعات کا احاطہ کئے چلا جاتا ہے۔

اس کتاب میں غزوات نبوی کے مقابلے میں فتوحات خلفاء والا حصہ بہتر ہے۔ کیونکہ مغازی کے بیان میں اختصار سے کام لیا گیا ہے اور فتوحات والے حصے میں خاصی تفصیل ہے۔ علامہ راغب الطباخ بتاتے ہیں کہ اس کتاب کا ایک حصہ الجزائر میں شائع ہوا ہے اور حلب کے کتب خانہ احمدیہ میں اس کا ایک نفیس قلمی نسخہ موجود ہے جس کا نمبر ۲۵۲ ہے اور فہرست میں بسلسلہ کتب درج ہے۔[۳۷]

کتاب الاکتفا کے مضامینِ سیرت

ذکر نسب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۹ تا ۴۴

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طیب وطاہر نسب کی حفاظت کے لیئے خدائی اہتمام قریش کا منتخب من اللہ ہونا انتخاب قریش اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف آپکی منتقلی عدنان تک نسب کا متفقہ ہونا عدنان تا اسمٰعیل تک مختلف، عدنان تا عبداللہ تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد کی اولادان کے احوال و واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اظہارِ شان کے لیے اللہ تعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کا مکالمہ اس طرح ص ۳۴ تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباواجداد کا مکمل تعارف ہے۔ ص ۳۵ پر والدہ کریمہ سیدہ آمنہ کا مختصر تعارف ہے ص ۳۶ تا ۴۳ تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب پاک اور ذات اقدس کی خدمت میں منظوم نذرانہ عقیدت درج ہے۔

تاریخ مکہ وخانہ کعبہ اور تعظیم حرم

ص ۴۵ تا ۸۷ مکہ مکرمہ کی آبادی کعبہ کی تعمیر وغیرہ کا بیان ہے آغاز میں سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۹۶۔۹۷ ''ان اوّل بیت وضع ۔۔۔ الخ اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ سب سے پہلے خانہ کعبہ تعمیر ہوا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خانہ کعبہ تعمیر کرنا اپنا خاندان مکہ میں آباد کرنا۔ سورۃ ابراہیم کی

آیت نمبر ۳۷۔ ۳۸ کا حوالہ ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جوانی، شادی، طلاق، پھر شادی، جرھم قبیلہ کی آبادی اسمعیل علیہ السلام کی دوسری بیوی کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت کرنا یہ بیان صفحہ ۵۸ تک ہے صفحہ ۵۸ پر ہی ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کعبہ میں خدمات حجر اسود کا جنت سے آنے کا بیان شروع ہوتا ہے تعمیر کے بعد لوگوں میں اعلان حج کرنا انہیں مناسک حج کی تعلیم دینا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کا حج بیت اللہ کرنا یہ بیان صفحہ ۶۳ تک ہے اور اس صفحہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ولایت کعبہ پر حضرت اسمٰعیلؑ کا تقرر جرھم اور قطورا کی باہم جنگیں خانہ کعبہ پر کنانہ اور خزاعہ کی ولایت کا ہونا صفحہ ۶۶ تک ہے۔

تولیتِ بنوعبدالدار وفات قصی حلف کا بیان

صفحہ ۸۷ تا ۹۱ بنوعبدالدار کو تولیت کعبہ ملنا قصی کی قریش کو مہمان نوازی کی تاکید قریش کی خدمت حجاج قصی کی وفات بنوعبدالمناف کا بنوعبدالدار سے اختیارات واپس لینا۔ بنوعبدالمناف کا باہمی نصرت کا معاہدہ بنوعبدالدار سے صلح اچھے معاہدے کی اسلام میں اہمیت اس ضمن میں حلف الفضول کا مکمل واقعہ بیان کیا ہے۔

ایام جاہلیت اور بلادِ عرب اور یہود و نصاریٰ

صفحہ ۹۱ تا ۱۰۴ تک قریش کے بعض عمدہ اخلاق پھر ان میں بدعات کا آغاز وفروغ بحیرہ سائبہ و صیلہ اور حام جیسی بدعات ورسوم بت ہبل کو شام سے لاکر حرم میں نصب کرنا۔ تعظیم حرم میں غلو کی بنا پر بت پرستی کا آغاز مشرکانہ تلبیہ جیسے امور بیان کیے ہیں۔ یمن سے یہود کی مدینہ آمد بادشاہ عمرو بن طلحہ کی حرم پر چڑھائی علماء یہود کا اس کو منع کرنا غلاف کعبہ کی ابتداء کا بیان ص ۱۰۴ تک محیط ہے۔

عرب میں نجران کا علاقہ عیسائیت کا مرکز تھا عبداللہ بن شام ان کا سردار تھا فیمون حقیقی دین مسیح کا پیرو تھا اسکی کرامت، عبادات، واقعہ اصحاب الاخدود جیسے مضامین ص ۱۱۴ تک تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ دور فاروقی میں شہداء احد کی قبر کشائی اور ان کی لاش کا تروتازہ ہونے کا واقعہ بھی درج ہے۔ اس طرح یمن پر عیسائیوں کی حکومت کا حال بھی درج ہے صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۲ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت ایوان کسریٰ اور نارِ مجوس کے تغیرات کو بیان کیا ہے۔

یمن پر حبشہ کا قبضہ اور اصحاب فیل

ابرھہ کی حکومت یمن میں قائم ہوئی ابرھہ کا خانہ کعبہ پر حملہ یعنی واقعہ اصحاب فیل تفصیل کے ساتھ ص ۱۳۴ تک ہے واقعہ اصحاب فیل سے متعلق شراء کا منظوم کلام اور اہل یمن کی قیصر روم کی طرف مدد کے لیے سفارت کا واقعہ اور اسکے نتائج وغیرہ کا بیان ص ۱۴۵ تک ہے۔

قُصی کی اولاد

صفحہ ۱۴۵ تا ۱۵۴ تک قُصی کے بیٹے عبد مناف کے پاس ندوہ حجابہ کا ملنا اور لوا بنی عبد الدار کے پاس رہنا ہاشم کی مثالی مہمان نوازی بنو عبد الشمّس (بنوامیہ) سے بنو ہاشم کی مخالفت کا آغاز ہاشم کی سلمٰہ بنت عمرو سے شادی عبد المطلب کی ولادت عبد المطلب کی وجہ تسمیہ جیسے واقعات ص ۱۵۴ تک درج ہیں۔

عبد المطلب وعبد اللہ کی فضیلت

صفحہ ۱۵۵ تا ۱۶۶ تک قبیلہ جرھم کا مکہ سے خروج ان کا بئر زم زم بند کرنا عبد المطلب کو خواب میں بئر زم زم کی کھدائی کا حکم حضرت عبد اللہ کا حسن و جمال، پاکیزہ کردار اونچے حسب نسب کی عورتوں کا عبد اللہ سے شادی کی تمنار کھنا عبد اللہ کا پاک دامن رہنا حضرت آمنہ سے ان کی شادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی بطن مادر میں ہی تھے کہ حضرت عبد اللہ کا انتقال ہونا یہ واقعات ص ۱۶۶ تک درج ہیں۔

ولادت اور ابتدائی بچپن کے واقعات

صفحہ ۱۶۷ تا ۱۷۸ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت یہود کو آپ ﷺ کی ولادت کا علم ہونا احوال ولادت گھر کا نور سے بھرنا، ابلیس کا رونا، اہل خانہ کی طرف سے عبد المطلب کو اطلاع دینا عبد المطلب کا خواب کہ سونے کی زنجیر ان کی پشت سے نکلی ہے۔ آپ ﷺ کا نام ''محمد'' رکھنا بعض لوگوں نے بھی اپنے لڑکوں کا نام محمد رکھا۔ بنو سعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت، شق صدر حلیمہ سعدیہؓ کے گھر سواری اور مال میں بے پناہ برکات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزانہ نشو ونما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خود کو دعائے خلیل اور نوید مسیحا قرار دینا آپ کا گلہ بانی کرنا، آپ ﷺ پر بادل کا سایہ فگن ہونا بنو ہوازن کا آپ کو بچپن میں شہید کرنے کی جسارت آپ ﷺ کی حفاظت والدہ ماجدہ کی وفات دادا کی کفالت بعض خوارق عادت واقعات ص ۱۷۸ تک بیان کیے ہیں۔

بشارت سیف بن ذی یزن

ص ۱۷۸ تا ۱۸۰ تک دلائل النبوۃ ابی نعیم (م ۴۳۰ھ) کے حوالہ سے ایک طویل مکالمہ سیف بن ذی یزن اور عبد المطلب کے درمیان ہوا اسے نقل کیا جس میں سیف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کی تھی اسکے ساتھ ہی عبد المطلب کی وفات کا حال اور ان پر لکھا گیا مرثیہ بھی موجود ہے عبد المطلب کی وفات کے بعد سقایہ کا منصب حضرت عباسؓ کو ملا۔ (ص ۱۸۹)

کفالت ابی طالب

ص ۱۸۹ تا ۲۰۴ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا کے بعد ابو طالب کے ہاں رہے تو ان کے گھر میں برکت اور رزق وسیع ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات شریفہ اور حلیہ مبارک بھی بیان کیا۔ شام کا

پہلا سفر اقدار جاہلیت سے اللہ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی حفاظت شام کا دوسرا سفر حضرت میسرہ کا ساتھ جانا حضرت خدیجہؓ سے شادی پھر اولاد پھر اولاد نرینہ کا فوت ہونا ضمنی طور پر حضرت ماریہ قبطیہ کا ذکر ورقہ بن نوفل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا ذکر اس کی پیشینگوئی نبوۃ کا ذکر ص۲۰۴ تک ہے۔

تعمیر کعبہ اور بدعاتِ حج

ص ۲۰۵ تا ۲۱۲ تک کعبہ کی مخدوش حالت ملیح بن عمرو کا حرم سے چوری کرنے کا واقعہ خانہ کعبہ کی نئی تعمیر پرانی عمارت منہدم کرنے سے قریش کا خوف ولید بن مغیرہ کا بے خوفی سے پرانی عمارت کو گرانا حجر اسود نصب کرنے کا تنازعہ۔امیہ بن مغیرہ کا مشورہ کہ کل پہلے داخل ہونے والا ثالث ہے۔اولین ریشمی غلاف (حجاج بن یوسف کی طرف سے چڑھانا) قریش کی حمیۃ جاہلیہ برہنہ طواف ترک وقوف عرفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن حکیم کے ذریعے ان کی اصلاح کا ذکر ہے۔

قصہ کہانت وہواتف

ص ۲۱۳ تا ۲۳۳ قرب زمانہ بعثت کے وقت آسمانوں پر سخت حفاظتی پہرے، سورہ جن کے حوالہ جات جنات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا قریش کی جنات سے پناہ مانگنا کہانت کے متعلق بغیر حوالہ کے طویل حدیث ص ۲۱۵ تا ۲۱۶ تک ہے لہیب بن مالک کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے متعلق غیبی آواز کا آنا اس سلسلے میں بعض اشعار کہانت کے طویل قصے اشعار کا حوالہ ''ماذ'' نامی شخص کو غیبی آواز کا آنا۔اس ضمن میں اشعار کا حوالہ دیا گیا ہے (ص ۲۳۳) اکثر قصے ابن اسحاق کے حوالہ سے درج کیے ہیں۔

یہود کا انتظارِ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ص ۲۳۳ تا ۲۳۶ تک بیان ہے کہ یہود کو بعثت سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا بڑا شدید انتظار تھا اس ضمن میں قبیلہ عبدالاشہل ابن لہیبان کا قصہ درج ہے کہ انہوں نے یہود کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی تاکید کی تھی لیکن تعصب کی بناء پر یہود ایمان نہ لائے۔

بائبل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر

ص ۲۴۴ تا ۲۶۱ تک ابوسفیان اور امیہ بن ابی صلت کا شام، یمن اور حبشہ کے متعدد تجارتی اسفار عیسائی پادریوں سے ملاقات اور ان کی طرف سے نبی آخرالزماں کے متعلق واضح پیشین گوئیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ورقہ بن نوفل کے توحیدی اشعار زید بن عمرو کا دین ابراہیم پر قائم رہنا اس کے قتل پر ورقہ بن نوفل کا مرثیہ زید کا منظوم کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سریانی نام محمنا ہے۔بائبل میں حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی صفات کا ذکر ص ۲۶۱ پر ہے۔

احوال بعثت

ص ۲۶۲ تا ۲۷۹ ان صفحات پر بعثت بعمر ۴۰ سال میثاق انبیاء سورۃ آل عمران آیت ۸۱ کا حوالہ رویہ صادقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت پسندی وخلوت نشینی شجر وحجر کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام غار حرا میں آمد اولین وحی کا نزول رویت جبرائیل امین، لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نزول قرآن پھر ماہ رمضان میں آغاز نزول حضرت خدیجہؓ کا قبول اسلام فترۃ وحی کا واقعہ سورۃ والضحیٰ کا نزول فرضیت نماز جبرائیلؑ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو سکھانا اوقاتِ نماز کا تعین حضرت علیؓ کا قبول اسلام وادی میں حضرت علیؓ کو نماز پڑھتے دیکھا کر ابو طالب کی حضرت علیؓ کو وصیت کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دو۔ زید بن حارثہ کا قبول اسلام والدین کے قرب اور آزادی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو ترجیح دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں متبنیٰ بنانا زید کے والدین کے اشعار اسلام ابو بکرؓ۔ ابو بکرؓ کی دعوت پر اسلام قبول کرنے والے اصحاب کے اسماء گرامی السابقون الاوّلون کے اسماء گرامی یہ تمام مضامین ص ۲۷۹ تک بیان کیے۔

اعلانیہ دعوت، وفدِ قریش، اعلانیہ تشدد (ص ۳۰۱ تا ۳۱۹)

ص ۳۰۱، ۳۰۲ پر حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام کا واقعہ عتبہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیر خواہ بن کر آنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حٰم السجدہ کی چند آیات سنائیں وہ مبہوت ہوگیا پھر کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دولت شہرت عورت اقتدار اور علاج کی پیشکش کی بشرطیکہ آپ دعوت دین کا کام چھوڑ دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات قبول نہ کی۔ صفحہ ۳۰۶ تا ۳۱۲ تک کفار کی طرف سے بے اصل اور بے مقصد سوالات اعتراضات فوری حسی معجزات کے مطالبات یمامہ کے رحمٰن نامی شخص کی طرف اشارہ کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سکھاتا ہے حالت نماز میں ابو جہل کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کی کوشش اور پھر اس کا سخت خوفزدہ ہونا۔ نضر بن حارث کا عوام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکانا۔ قریش کا یہود سے رابطہ روح ذوالقرنین اور واقعہ خضر کے ۳ سوالات اہل کتاب سے سیکھ کر قریش کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا ان شاءاللہ نہ کہنے پر وحی کا رکنا پھر سورۃ الکہف کا نزول ان سوالات کے جوابات قرآن کے سامنے قریش کی بے بسی تلاوت کے وقت شور وغل کرنا۔ آیت علیہا تسعۃ عشر (سورۃ المدثر پ ۲۹) کا مذاق اڑانا اور مسلمانوں کو نماز میں متوسط آواز سے قرآن کی تلاوت کرنے کا حکم ہے۔

ص ۳۱۳ تا ۳۱۶ تک بلند آواز سے تلاوت کرنے پر عبداللہ بن مسعودؓ پر کفار کا تشدد اخنس بن شریق ابو جہل اور ابو سفیان کا چھپ کر رات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت سننا۔ متاثر ہونا، ایمان نہ لانا آپس میں ملنا شرمندہ ہونا آئندہ قرآن نہ سننے کا عزم پھر بار بار سماعت قرآن کے لیے آنا، تین مرتبہ ایسا ہونا اور بعض آیات کا شانِ نزول بیان کیا ہے۔ ان صفحات میں کفار کا مسلمانوں پر اعلانیہ

بے پناہ تشدد، حضرت ابوبکرؓ کا بہت سے مسلمان غلام اور لونڈیوں کو آزاد کرانا ان کی شان میں سورۃ اللیل کی آیات کا نزول اور آل یاسر پر کفار کے مظالم کا ذکر ہے۔

ہجرت حبشہ

ص ۳۲۰ تا ۳۳۳ تک ہجرت حبشہ کا مکمل واقعہ دونوں ہجرتوں کا اکٹھا ہی بیان کیا صرف ہجرت اولیٰ کے دس افراد کے نام دیئے پھر صرف ۱۸۳ افراد کی ہجرت ایک سطر میں بیان کی عبداللہ بن حارث اور عثمان بن مظعون کا منظوم کلام حضرت اُم سلمہ کے نام سے ابن ہشام کے حوالے سے ہجرت کا مکمل واقعہ نجاشی کا انتقال، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا عبداللہ بن مسعود کا اسلامِ عمرؓ پر خوش ہونا تمہیدی طور پر بیان کیا ہے۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام اور شعب ابی طالب ص ۳۳۴ تا ۳۶۳

حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کے دو واقعات بیان کیے ایک عام واقعہ جو ہر کتاب میں ہے اسے علامہ کلاعی اہل مدینہ کی روایت کہتے ہیں لیکن حوالہ نہیں ہے دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے رات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ میں سورۃ الحاقہ پڑھتے ہوئے سنا اور متاثر ہوئے ایمان لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی صبح کے وقت حضرت عمرؓ نے کفار کے سامنے اپنے قبول اسلام کا اقرار کیا وہ ان سے لڑے حضرت عمرؓ نے خوب مقابلہ کیا پھر بالآخر عاص بن وائل السہمی نے لڑائی ختم کرائی پھر آپ کا قبول اسلام کے متعلق حضرت عمرؓ کا منظوم کلام ص ۳۴۱ پر درج ہے۔

شعب ابی طالب اور سیرۃ النبیؐ کے واقعات سے متعلق بعض قرآنی آیات کا شان نزول بیان کیا ہے کلاعی نے شعب ابی طالب میں مسلمانوں کی محصوری کو ہجرت حبشہ، عمر وحمزہ کے قبول اسلام کا رد عمل قرار دیا ہے شعب ابی طالب میں مسلمان تقریباً سوا دو سال رہے (ص ۳۴۳)

کفار آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے (نعوذ باللہ) مذمم کہتے اس ضمن میں امیہ بن خلف ابولہب، ابوجہل، ام جمیل، نضر بن حارث اور ولید بن مغیرہ جیسے دشمنانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت میں آیات قرآنیہ کے نزول کے واقعات تلک الغرانیق العلی (سورۃ النجم پ ۲۷) کا بیان کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ واقعہ بالکل بے اصل اور من گھڑت ہے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مکہ سے ہجرت کی نیت سے باہر جانا اور ابن الدغنہ کا آپ کو اپنی پناہ میں لے کر واپس لانا اور آپ کے اخلاق فاضلہ کی تعریف کرنے کا واقعہ درج ہے اسی طرح عثمان بن مظعون اور ابوسلمہ اسد کا بعض غیر مسلموں کی پناہ لے کر پھر واپس کرنے کا واقعہ درج ہے پھر آخر میں صحیفہ شعب ابی طالب کے خاتمہ کے لیے ہشام بن عمرو زھیر بن امیہ معطم بن عدی ابوبختری اور زمعہ بن اسود کی کامیاب کاوشون کا ذکر ہے اور اس ضمن میں ابو طالب کا منظوم کلام بھی ص ۳۶۳ پر درج ہے۔

قبول اسلام طفیل بن عمرو، قصہ رکانہ اور نزول بعض آیات

ص۳۶۳ تا ۳۷۶ تک طفیل بن عمر والدوسی کا قصہ قبول اسلام سے گریز حرمت خمر کے زمانہ کا تعین اور اس میں اختلاف اعشٰی کا آپ کی شان میں قصیدہ، رکانہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مصارعت اس کی شکست کے باوجود اس کا اسلام نہ لانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر کہنا، متعدد افراد سے مال خرید کر ابوجہل کا قیمت ادا کرنے سے انکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوجہل سے قیمت وصول کر کے مستحقین کو ادا کرنا قبل از ہجرت حرم میں عیسائیوں کا نجران سے وفد کی آمد اسکا قبول اسلام ابوجہل کی ان کو ملامت نجاشی کی شان میں آیات کا نزول اور دشمنان رسول ﷺ کے اعتراضات پر متعدد قرآنی آیات کے شان نزول کے واقعات درج ہیں یہ بیان ۳۷۶ تک ہیں۔

الاسراء والمعراج اور وفاۃ ابوطالب وخدیجہؓ

ص۳۷۷ تا ۳۹۴ تک مختلف جید روایات کے حوالہ سے الگ الگ قصہ اسرا والمعراج اور فلسفہ معراج بھی بیان کیا پورا واقعہ دیگر کتب سیرت کی طرح بیان کیا لیکن دو امور اضافی ہیں ایک یہ کہ بعض نومسلم معراج کی خبر سن کر مرتد ہو گئے اور دوسرا یہ کہ حضرت ابوبکرؓ نے آپ ﷺ سے بیت المقدس کی نشانیاں طلب کیں ان مرتدین کی مذمت میں بنی اسرائیل کی آیت نازل ہوئی انبیاء سے آسمانوں پر ملے جنت ودوزخ کا مشاہدہ کیا ضمنی طور پر حضرت علیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفات بیان کیں ان کا بھی حوالہ دیا فرضیت صلوٰۃ اور تخفیف صلوٰۃ کر کے ۵۰ سے باقی ۵ نمازیں فرض ہوئیں یہ قصہ ص۳۸۷/۳۸۸ پر ہے۔ اسی ضمن میں دعوت حق کا مذاق اڑانے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے والوں کا انجام بھی درج ہے جناب ابوطالب اور خدیجہؓ کی وفات ان کے بعد قریش کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تکلیفیں دینا جناب ابوطالب کے قبول اسلام کی بحث (علامہ کے مطابق ابوطالب نے اسلام قبول نہیں کیا) اور بوقت انتقال جناب ابوطالب نے قریش کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عمدہ وصیت کی یہ وصیت بغیر حوالہ کے ص۳۹۴ پر درج ہے۔

ص۳۹۵ تا ۳۹۹ تک سیرۃ النبی کے مشکل ترین یوم قصہ طائف کو بیان کیا یہ واقعہ ابن اسحاق موسیٰ بن عقبہ اور بخاری ومسلم کے حوالہ سے پیش کیا۔

قبائل عرب کو دعوت

ص۴۰۰ تا ۴۱۲ تک موسم حج اور بازار عکاظ میں مختلف قبائل کو اسلام کی دعوت کے واقعات اس پر ان کے ردعمل کے قصص درج ہیں ابولہب پیچھے پیچھے آپ کی دعوت کی مخالفت کرتا تھا بنوکندہ، بنوعبداللہ، بنوعبس اور بنوحنیفہ نے انکار کیا میسرہ بن مسروق ایاس بن معاذ بنوشیبان نے حوصلہ افزا رویہ اپنایا بعض موقعوں پر حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ ﷺ کے ہمراہ ہوتے تھے ص۴۱۰ پر حضور صلی اللہ علیہ

وسلم حضرت علیؓ کو ابوالحسن کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ یہ واقعات واقدی اور ابن اسحاق کے حوالہ سے ۴۱۳ تک بیان کیے۔

مدینہ میں اسلام کی ابتدا اور بیعت عقبہ اولیٰ وثانیہ

ابن اسحاق کے حوالہ سے موسم حج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ سے آنے والے قبیلہ خزرج کو دعوت اسلام یہ قبیلہ یہود کی زبانی نبی آخرالزماں کی آمد کی بشارت سن چکا تھا اولین چھ افراد کے نام پھر ۱۲ افرادے نام جنہوں نے اسلام قبول کیا ص ۴۱۴ پر درج ہے ان پر مصعب بن عمیرؓ کو معلم قرآن مقرر فرمایا۔

ص ۴۱۹ تا ۴۲۹ تک بیعت عقبہ ثانیہ کا واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ درج ہے جس میں ۷۳ مرد اور دو عورتیں شامل تھیں ان پر ۹ خزرجی اور ۳ اوسی نقیب مقرر ہوئے۔ قریش نے ان نومسلموں کو خوب دھمکایا ص ۴۱۹ تا ۴۲۱ تک بسر ابن معرور مدنی نومسلم کا خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے صرفِ نظر فرمانے کا واقعہ درج ہے ص ۴۲۱ تا ۴۲۸ تک عمرو بن جموع کے قبول اسلام کا واقعہ ہے جس اس نے اپنے بتوں کی بے اختیاری دیکھ کر کیا علامہ کی تحقیق کے مطابق پہلے اذن جہاد کے لیے سورۃ حج کی آیت نمبر ۳۹، ۴۰ نازل ہوئی پھر ہجرت کی اجازت ملی اس طرح یہ سارا بیان ص ۴۲۹ پر ختم ہوتا ہے۔

صحابہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے مدینہ ہجرت

ص ۴۲۹ تا ۴۶۰ پر ابوسلمٰہ بن اسد کو ان کی بیوی بچوں سے کفار کا جدا کرنا ابوسلمٰہ کی ہجرت ام سلمٰہ ان کی زوجہ کا غم سال بعد ان کا اپنے شوہر اور بچے سے ملنا اولین مہاجرینِ مدینہ کے نام مہاجرین کے مکانات پر کفار کا قبضہ ہجرت سے متعلق بعض اشعار حضرت عمرؓ کی ہجرت کا واقعہ عیاش بن ابی ربیعہ مسلم مہاجر کو دھوکہ سے مدینہ سے مکہ لے جا کر گرفتار کرنا بعد ازاں ان کا مدینہ آنا اس کے بعد مسلسل مدینہ کی طرف ہجرت شروع ہونا یہ واقعات ص ۴۳۸ تک ہیں پھر دارالندوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں قریش کی فیصلہ کن میٹنگ شیطان کا شیخ نجدی کی صورت میں آنا آکر مشورہ دینا کہ تمام قبائل سے ایک ایک فرد لے کر جمعیت بناؤ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہو جاؤ کفار کی طرف سے دارالندوہ کا گھیراؤ حضرت علیؓ کو بستر پر سلانا اور سورۃ یٰسین پڑھتے ہوئے کفار کی طرف کنکریاں پھینک کر خیریت سے حضرت ابوبکرؓ کے گھر جانے کا واقعہ ص ۴۴۱ تک ہے۔

ص ۴۴۲ تا ۴۶۱ ان صفحات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکرؓ کے گھر جانا ہجرت میں ابوبکرؓ کی رفاقت غار ثور میں قیام اور وہاں سے رخصت ہونا مکڑی کا جالا بننا، کبوتروں کا انڈے دینا اور درخت کا اگنا عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط کی خدمات حضرت علیؓ کو امانتیں دینا ابوبکرؓ کا خوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی تسلی واقعہ ام معبد مع اشعار راستے میں غلام چرواہے کا قبول اسلام مکمل واقعہ ہجرت بزبان ابوبکرؓ مکمل واقعہ سراقہ بن جعشم بزبان سراقہ، فتح مکہ پر سراقہ کا قبول اسلام سراقہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اشعار ابو قحافہ والد ابوبکرؓ کی پریشانی اسما بنت ابی بکر کا انہیں تسلی دینا جمعہ کے روز ۱۲ ربیع الاول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں داخلہ انصار کا بے چینی سے انتظار، حضرت علیؓ کا قبا میں ملنا بنی سالم کی آبادی میں پہلا جمعہ پڑھانا۔کلثوم بن ھدام کے ہاں قیام مسجد قبا کی تعمیر انصار کا شرف میزبانی کیلیے بے قرار ہونا حکم ربی سے ناقہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایوب انصاری کے گھر کے پاس رکنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے ہاں قیام فرمانا یہ واقعات ص ۴۶۱ تک درج ہیں۔

منافقین کا مکروہ کردار

ص ۴۶۱ تا ۴۷۷ تک مسجد نبوی کی تعمیر ابو ایوب کی دلی مہمان نوازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم لہسن پیاز کے کھانے سے پرہیز اولین بلیغ خطبات نبوی عبداللہ بن زید اور عمرؓ کو خواب میں اذان کی تعلیم میثاق مدینہ اور مواخات کا مختصر ذکر ابو قیس سرمہ بن ابی انس کا جاہلیت میں نیک فطرت ہونا ان کے اشعار عبداللہ بن سلام کے قبول اسلام کا واقعہ یہود کا بے پناہ کینہ حسد اور اسلام سے دشمنی کو زندہ کرنے کی یہودی سازش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بروقت تدارک یہود کے بعض جاہلانہ سوالات ان کی مذمت میں بعض قرآنی آیات کے نزول کے واقعات ص ۴۷۷ تک بیان کیے۔

ص ۴۷۸ تا ۴۸۵ تک اوس خزرج اور دیگر قبائل کے منافقین کی ناپسندیدہ سرگرمیوں ان کی مذمت میں آیات قرآنی کے نزول کے بعض واقعات کی طرف مختصر اشارات ہیں۔

وفد نجران کا قصہ اور برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ص ۴۸۵ تا ۴۹۳ تک ۱ھ میں ۷۰ عیسائیوں پر مشتمل عبدالمسیح کی قیادت میں وفد نجران کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری مسجد نبوی میں مشرق کی طرف منہ کر کے اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نبی آخر الزماں کے تمام نشانات دیکھنے کے باوجود مفادات کی خاطر ایمان نہ لانا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حیات و رفع مسیح سے متعلق سوالات پوچھنا جواباً سورۃ آل عمران کی متعلقہ آیات کا نزول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کو مباہلہ کی دعوت اور ان کے فرار کا قصہ درج ہے آخری دو صفحات نمبر ۴۹۳ تا ۴۹۴ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل مدینہ میں وبائی امراض کا عام ہونا صحابہ کا بیمار ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے مدینہ کے متعدل اور صحت افزا مقام میں تبدیل ہونے پر کتاب کی پہلی جلد کا اختتام ص ۴۹۴ پر ہوتا ہے۔

خلاصہ بحث

علامہ الکلاعی کے شخصی احوال و آثار اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ان کی کتاب ''الاکتفا

فی مغازی المصطفیٰ'' کے تفصیلی تعارف سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

۱۔ علامہ نے جس زمانہ میں آنکھ کھولی اندلس میں یہ دور سیرت النبی ﷺ کی تدوین کے لحاظ سے ایک مثالی اور عروج کا دور تھا۔

۲۔ علامہ شخصی طور پر حافظ حدیث، ماہر سیرت، ناقد روایات، عالم رجال، ماہر قرات گویا علوم اسلامیہ کا ایک نابغہ تھے۔ آپ نے اپنے علم وفضل کی روشنی میں سیرت النبی ﷺ پر یہ جامع کتاب تالیف کی۔

۳۔ اس کتاب کے مندرجات میں سیرت النبی ﷺ سے متعلق تمام ضروری واقعات، مقامات، غزوات، سرایا جیسے امور کو اختصار اور جامعیت کی شان کے ساتھ بیان کیا۔

۴۔ اس بیان میں روایت کی پختگی علم کی منتقلی، ادبی شان اور اندلس کے اعلیٰ عربی اسلوب نگارش کی عکاسی ہوتی ہے۔

۵۔ کتاب اپنی جگہ سیرت النبی ﷺ کے موضوع کے لحاظ سے ایک منفرد، مستند، مکمل، معلومات افزا اور بہترین مقام کی حامل ہے۔ اس کی شہرت اور مقبولیت بھی آج تک قائم ہے۔

ابوالربیع سلمان بن موسیٰ الکلاعی (۵۶۵ھ تا ۶۳۴ھ) نسبتاً گمشدہ اور فراموش شدہ سیرت نگار ہے۔ اس مضمون میں موصوف کے علمی و ذاتی احوال و آثار ان کی تصانیف کی فہرست علماء کا ان کی خدمت میں خراج عقیدت الکلاعی کا علمی پایہ بیان ہوا۔ ان کے شخصی حالات کے بعد سیرت النبی ﷺ پر ان کی کتاب الاکتفا فی مغازی المصطفیٰ والثلاثۃ الخلفاء پر تبصرہ تعارف اور تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ الغبرینی، ابوالعباس احمد بن عبداللہ (م۷۱۴ھ) عنوان الداریہ فیمن عرف العلماء فی المایة السابعہ، منشورات دارالآفاق الجدید بیروت، اپریل ۱۹۷۹، ص ۲۷۹

۲۔ ذھبی، تذکرہ الحفاظ، ۹۶۳/۴

۳۔ مصطفیٰ عبدالواحد، مقدمہ الاکتفاء، مکتبہ الہلال بیروت ۱۳۶۷ھ، ص۲

۴۔ ذھبی، تذکرۃ الحفاظ، ۹۶۴/۴

۵۔ ایضاً، ۹۶۴/۴

۶۔ زرکلی، خیرالدین، اعلام القاموس التراجم لا شھر رجال والنساء من العرب والمستغربین والمستشرقین، دارالعلم للملایین بیروت، ۱۹۹/۳

۷۔ فوات الوفیات، ۸۱/۲، مزید دیکھو تاریخ قضاۃ الاندلس از النباھی ص ۱۱۹

۸۔ اسماعیل پاشا بغدادی، ہدیۃ العارفین ۳۹۹/۱

۹۔ المقری، شہاب الدین احمد بن محمد م ۱۰۴۱ھ، نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب دارالکتب العربی بیروت، بلاتاریخ

۱۰۔ البغدادی، ہدیۃ العارفین، ۱/۳۹۹
۱۱۔ ابنِ فرحون، الدیباج المذہب، ص ۲۰۰
۱۲۔ الغبرینی، عنوان الدرایہ ص ۲۷۹۔۲۸۰
۱۳۔ الکتبی، فوات الوفیات، ۲/۸۱۔۸۰
۱۴۔ عبدالملک المراکشی، الذیل والتکملہ ص ۸۵
۱۵۔ السیوطی، جلال الدین (م ۹۱۱ھ)، طبقات الحفاظ دار الکتب العلمیہ بیروت بلا تاریخ، ص ۵۰۰
۱۶۔ ابن العماد حنبلی، ابو الفلاح عبدالحی (م ۱۰۸۹ھ)، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، دار الآفاق جدید، بیروت بلا تاریخ، ۳/۱۶۴
۱۷۔ زرکلی، الاعلام، ۳/۱۹۹
۱۸۔ عمر رضا کحالہ، معجم المولفین، ۴/۲۷۷
۱۹۔ امام ذھبی، تذکرۃ الحفاظ، ۴/۹۶۳
۲۰۔ ابوالحسن بن عبداللہ النباھی، تاریخ، قضاۃ الاندلس ص ۱۱۹
۲۱۔ ملاحظہ ہوں نفح الطیب، ۶/۲۱۸
۲۲۔ عبدالملک المراکشی، الذیل والتکملہ ص ۸۸
۲۳۔ مصطفیٰ عبدلواحد، مقدمہ الاکتفافی مغازی مصطفیٰ ص (ز) ۵ تا ۱۱
۲۴۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ نیشنل بک فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۸۶ء، ۱/۳۷
۲۵۔ النباھی، تاریخ قضاۃ الاندلس ص ۱۱۹
۲۶۔ عبدالمالک المراکشی، الذیل والتکملہ ص ۸۱
۲۷۔ اندلس کی اسلامی میراث، مضمون اسلامی اندلس میں سیرت نگاری کا ارتقاء، از ڈاکٹر نثار احمد، ص ۱۵۴
۲۸۔ سہ ماہی رسالہ تحقیقات اسلامی علی گڑھ انڈیا، شمارہ جنوری تا مارچ ۱۹۹۲ء، ص ۳۰۔۲۹
۲۹۔ مقدمہ الاکتفاء، ص ۷
۳۰۔ ایضاً ص ۱۵
۳۱۔ ایضاً ص ۴۔۲
۳۲۔ الحشر ۷:۲۸
۳۳۔ علی الدین امام، محمد بن عبداللہ (م ۷۴۸ھ)، مشکوۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور ۱۹۹۲ء، کتاب العلم، ۱/۱۳۲
۳۴۔ دارمی، امام حافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن (م ۲۵۵ھ)، سنن دارمی دار الکتاب العربی بیروت بلا تاریخ، ۱/۲۵
۳۵۔ الزمر ۳۲:۲۴
۳۶۔ مشکوۃ باب العلم، ۱/۱۵
۳۷۔ خالد، انور محمود، ڈاکٹر، اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ، اقبال اکادمی لاہور ۱۹۹۴ء، ص ۱۵۶۔۱۵۷